١٢٩٦هـ

نفي الفيئ

عمن استنار بنوره كل شيء

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	٢٠٤	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	٣٠

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شئ

۱۲۹۶ھ

(اُس ذاتِ اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی)

مسئلہ ۴۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ تھا یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمایئے اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط الحمد للہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبیّنا من نورہ وفلق الانوار جمیعا من لمعات ظہورہ فھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور الانوار ومدد جمیع الشموس والاقمار سماہ ربہ فی کتابہ الکریم

ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس نے تمام اشیاء سے قبل ہمارے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا اور تمام نوروں کو آپ کے ظہور کے جلووں سے بنایا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام نوروں کے نور اور ہر شمس وقمر کے ممد ہیں۔ آپ کے رب نے اپنی کتاب کریم میں آپ کا

www.alahazratnetwork.org

نورا وسراجا منیرا فلولا انارتہ لما استنارت شمس ولاتبین یوم من امس ولا تعین وقت للخمس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس جعلنا اللہ تعالٰی منھم فی الدنیا و یوم لایسمع الا ھمس۔

نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ اگر آپ جلوہ فگن نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا، نہ آج کل سے ممتاز ہوتا اور نہ ہی خمس کے لئے وقت کا تعین ہوتا۔ اللہ تعالٰی آپ پر درود نازل فرمائے اور آپ کے نور سے مستنیر ہونے والوں پر جو مٹ جانے سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالٰی ہمیں اُن سے بنائے دُنیا میں اور اس دن جس میں نہیں سُنائی دے گی مگر بہت آہستہ آواز۔ (ت)

بیشک اس مہرِ سپہرِ اصطفاء ماہِ منیرِ اجتباء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، اور یہ امر احادیث واقوالِ علمائے کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ وجہابذ فضلاء مثل حافظ رزین محدث و علامہ ابن سبع صاحبِ شفاء الصدور و امام علامہ قاضی عیاض صاحبِ کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی و امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہٗ و علامہ حسین بن محمد دیار بکری واصحابِ سیرتِ شامی وسیرتِ حلبی و امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی و امام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحبِ کتاب الوفاء و علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحبِ نسیم الریاض و امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحبِ مواہبِ لدنیہ ومنہجِ محمدیہ و فاضلِ اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی وجناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی وبحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی وشیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین ومقتدایان کہ آج کل کے مدعیانِ خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتیِ عقل وقاضیِ نقل نے باہم اتفاق کرکے اس کی تاسیس وتشیید کی۔

فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل فی شمس ولا قمر[1]

حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی کہ سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دُھوپ میں نہ چاندنی میں۔

سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالٰی حضرت سیدنا و

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ الحکیم الترمذی باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۶۸

www.alahazratnetwork.org

ابنِ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل، ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوؤہ ضوء الشمس، ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ علٰی ضوء السراج[1]

یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ اُن کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابشِ نور نے اس کی چمک کو دبالیا۔

امامِ علام حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب خصائصِ کبرٰی میں اِس معنے کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیثِ ذکوان ذکر کرکے نقل کیا:

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشٰی فی الشمس او القمر لاینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا[2]

یعنی ابنِ سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نورِ محض تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کردے۔

نیز انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم باب ثانی فصلِ رابع میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نورا قال رزین لغلبۃ انوارہ[3]

نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

---

[1] الوفاء باحوال المصطفٰے الباب التاسع والعشرون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۴۰۷

[2] الخصائص الکبرٰی باب الآیۃ انہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/ ۶۸

[3] انموذج اللبیب

www.alahazratnetwork.org

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

وما ذکر من انہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا[1]

یعنی حضور کے دلائلِ نبوت و آیاتِ رسالت سے ہے وُہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسمِ انور کا سایہ نہ دُھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالٰی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوارِ حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کرکے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایۂ احمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت و فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں: بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وُہ نورٌ علٰی نور ہیں۔

وھذا ما نصّہ الخفاجی (خفاجی کی عبارت یہ ہے):

(و) ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (ما ذکر) بالبناء للمجہول والذی ذکرہ ابن سبع (من انہ) بیان لما الموصولۃ (لا ظل لشخصہ) ای لجسدہ الشریف اللطیف اذا کان (فی شمس ولا قمر) مما ترٰی فیہ الظلال لحجب الاجسام ضوء النیرین ونحوھما وعلل ذٰلک ابن سبع بقولہ (لانہ) صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کان نورا) والانوار شفافۃ لطیفۃ لا تحجب غیرھا من الانوار فلا ظل لھا

حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دلائلِ نبوت سے ہے وہ جو مذکور ہوا اور وہ جو ابن سبع نے ذکر فرمایا کہ آپ کے تشخص یعنی جسمِ اطہر ولطیف کا سایہ نہ ہوتا جب آپ دھوپ اور چاندنی میں تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اجسام، شمس وقمر وغیرہ کی روشنی کے لئے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور ہیں اور انوار شفاف ولطیف ہوتے ہیں وہ غیر کے لئے حاجب نہیں ہوتے اور ان کا سایہ

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن ذٰلک ما ظہر من الآیات دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۲۵

www.alahazratnetwork.org

کما ھو مشاھد فی الانوار الحقیقیۃ وھٰذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوؤہ ضوئھا ولا مع سراج الا غلب ضوؤہ ضوؤہ وقد تقدم ھٰذا والکلام علیہ ورباعیتھا فیہ وھی :؎

ماجرّ لظل احمد اذیال
فی الارض کرامۃ کما قد قالوا
ھذا عجب وکم بہ من عجب
والناس بظلہ جمیعا قالوا
وقالوا ھذا من القیلولۃ وقد
نطق القراٰن بانہ النور المبین
وکونہ بشرا لاینافیہ کما
توھم فان فھمت فھو نور علٰی نور فان النور ھو الظاھر بنفسہ المظھر لغیرہ وتفصیلہ فی مشکوۃ الانوار[1] انتھٰی۔

نہیں ہوتا جیسا کہ انوارِ حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کو صاحبِ وفا نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ کھڑے ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور سورج پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا آپ نے چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا۔ یہ اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے اور اس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے:

"حضرت امام الانبیاء احمد مجتبٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سایۂ اقدس نے آپ کی کرامت و فضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچا جیسا کہ لوگوں نے کہا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ عدمِ سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایۂ رحمت میں آرام کرتے ہیں۔"

یہاں قالوا 'قیلولۃ' سے مشتق ہے (نہ کہ قول سے)۔ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو آپ نورٌ علٰی نور ہیں، کیونکہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل مشکوۃ الانوار میں ہے۔ (ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفترِ پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:؎

---

[1] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض مرکز اہلسنت برکاتِ رضا گجرات، ہند ۳/ ۲۸۲

www.alahazratnetwork.org

چوں فنائش از فقر پیرایہ شود　　او محمد وار بے سایہ شود[1]

(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہوجاتی ہے تو وہ محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرح بغیر سایہ کے ہوجاتا ہے۔ ت)

مولانا بحرالعلوم نے شرح میں فرمایا:

در مصرع ثانی اشارہ بمعجزۂ آں سرور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ آں سرور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد[2]

دُوسرے مصرعے میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا (ت)

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالٰی مواہب لدنیہ و منہجِ محمدیہ میں فرماتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابنِ سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث اجعلنی نورًا (مجھے نور بنادے۔ ت) سے استشہاد ذکر کیا۔ حیث قال (امام قسطلانی نے فرمایا۔ ت):

لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی عن ذکوان، وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورًا فکان اذا مشٰی فی الشمس او القمر لا یظھر لہ ظل قال غیرہ ویشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا[3]

دھوپ اور چاندنی میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا۔ اس کو ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے غیر نے کہا اس کا شاہد نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وُہ قول ہے جو آپ دُعا میں کہتے کہ اے اللہ! مجھے نور بنادے۔ (ت)

اسی طرح سیرتِ شامی میں ہے:

وزاد عن الامام الحکیم قال معناہ لئلا یطأ علیہ کافر فیکون

یعنی امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا، اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایۂ اقدس پر پاؤں نہ رکھے

---

[1] مثنوی معنوی　در صفت آں بیخود کہ در بقای حق فانی شدہ است دفتر پنجم　نورانی کتب خانہ پشاور ص ۱۹

[2]

[3] المواہب اللدنیۃ　المقصد الثالث　الفصل الاول　المکتب الاسلامی بیروت　۲/ ۳۰۷

www.alahazratnetwork.org

مذلۃ لہ[1] کیونکہ اس میں آپ کی توہین ہے۔

اقول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما تشریف لئے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھا اس سے دریافت فرمایا، بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے اپنے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔ ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرتِ حق عزّ جلالہٗ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا۔ نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں ہے قد رمافی شفاء الصدور۔

محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالٰی شرح میں فرماتے ہیں، حضور کے لئے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔ اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں، سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوارِ عالم پر غالب تھا اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔ وھذا کلامہ برمہ (زرقانی کی اصل عبارت):

(ولم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر) لانہ کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبۃ انوارہ قیل وحکمۃ ذالک صیانتہ عن ان یطأ کافر علٰی ظلہ (رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان) ابی صالح السمان الزیات المدنی او ابی عمرو المدنی مولٰی عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا وکل منہما ثقۃ من التابعین فہو مرسل لکن روی ابن المبارک و

حضورِ انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ دُھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیونکہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے فرمایا۔ رزین نے فرمایا عدمِ سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔ اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے ذکوان ابو صالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو المدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں، چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے

---

[1] سبل الہدٰی والرشاد الباب العشرون فی مشیہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۹۰

www.alahazratnetwork.org

ابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوؤہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوؤہ ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورا فکان اذا مشٰی فی الشمس والقمر لایظہر لہ ظل) لان النور لاظل لہ (قال غیرہ و یشہد لہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ) لما سئل اللہ تعالٰی ان یجعل فی جمیع اعضائہ وجہاتہ نورا ختم بقولہ (واجعلنی نورا) والنور لاظل لہ وبہ یتم الاستشہاد انتہٰی[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز نہ ہوتے مگر آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آگئی۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور تھے۔ آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نمودار نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، اسکے غیر نے کہا حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالٰی سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام اعضا اور جہات کو نور بنادے، اور آخر میں یوں کہا اے اللہ! مجھے نور بنادے۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی کے ساتھ استدلال تام ہوا۔ (ت)

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) النوع الرابع ما اختص صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر[2]

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

بعینہٖ اسی طرح کتاب "نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار" میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالٰی: لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسہم خیرا[3] (کیوں نہ ہوا جب تم نے اُسے سُنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر

---

[1] شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۲۰

[2] تاریخ الخمیس القسم الثانی النوع الرابع موسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۲۱۹

[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۲

www.alahazratnetwork.org

نیک گمان کیا ہوتا۔ت) فرماتے ہیں:

قال عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اللہ ما اوقع ظلك علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علٰی ذٰلك الظل[1]

امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالٰی نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔"

امام ابن حجر مکی افضل القرٰی میں زیر قول ماتن قدس سرہٗ:

لم یساووك فی علاك وقد حا ل سنا منك دونہم و سناء[2]

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔

فرماتے ہیں:

ھذا مقتبس من تسمیتہ تعالٰی لنبیہ نورا فی نحو "قد جاءکم من اللہ نور وکتٰب مبین" وکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکثر الدعا بان اللہ تعالٰی یجعل کلا من حواسہ واعضائہ وبدنہ نورا اظہارا لوقوع ذٰلك وتفضل اللہ تعالٰی علیہ بہ لیزداد شکرہ وشکر امتہ علٰی ذٰلك کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر سورۃ البقرۃ مع وقوعہ وتفضل اللہ تعالٰی بہ لذٰلك ومما یؤید انہ صلی اللہ تعالٰی

یعنی یہ معنٰی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الٰہی! میرے تمام حواس و اعضاء سارے بدن کو نور کردے۔ اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کردیا تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالٰی کا زیادہ شکر ادا کریں۔

---

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیۃ ۲۴/۱۲ دارالکتاب العربی بیروت ۳/۱۳۵

[2] ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی الفصل الاول حزب القادریۃ لاہور ص ۶

www.alahazratnetwork.org

علیہ وسلم صار نورا انہ کان اذا مشٰی فی الشمس او القمر لم یظھر لہ ظل لانہ لا یظھر الا لکثیف وھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد خلصہ اللہ من سائر الکثائف الجسمانیۃ وصیرہ نورا صرفا لا یظھر لہ ظل اصلا۔[1]

جیسے ہمیں حکم ہوا ہے کہ سورۂ بقر شریف کے آخر کی دُعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہارِ وقوع وحصولِ فضلِ الٰہی کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نورِ محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالٰی نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کرکے نرا نور کر دیا لہذا حضور کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا۔

علامہ سلیمان جمل فتوحاتِ احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل یظھر فی شمس ولا قمر۔[2]

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔

فاضل محمد بن فہیمہ کی "اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی واہل بیتہ الطاہرین" میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

وانہ لا فیئ لہ۔[3]

حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔

مجمع البحار میں برمز ش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے:

من اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم النور قیل من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذا مشٰی فی الشمس والقمر لا یظھر لہ ظل۔[4]

حضور کا ایک نام مبارک "نور" ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

---

[1] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی (شرح ام القرٰی) شرح شعر ۲ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/ ۱۲۸ و ۱۲۹

[2] الفتوحات الاحمدیۃ علٰی متن الھمزیۃ سلیمان جمل المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۵

[3] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی واہل بیتہ الطاہرین علی ہامش الابصار دار الفکر بیروت ص ۷۹

[4] مجمع بحار الانوار باب نون تحت لفظ "النور" مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورۃ ۴/ ۸۲۰

www.alahazratnetwork.org

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں،

ونبود مر آنحضرت را صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول وعجب است ایں بزرگان کہ ذکر نکردند چراغ را و نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و نور را سایہ نمی باشد انتہی[1]

سرکارِ دو عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اِس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور "نور" حضور کے اسماءِ مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (ت)

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:

او را صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ نبود در عالمِ شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف تر ے از وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد[2]

آں حضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالمِ شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے! (ت)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں:

واجب را تعالٰی چرا ظل بود کہ ظل موہم تولیدِ بمثل است و نبی از شائبۂ عدم کمالِ لطافتِ اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد[3]

اللہ تعالٰی کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالٰی میں کمالِ لطافت نہیں ہے۔ دیکھئے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔ (ت)

---

[1] مدارج النبوۃ باب اول بیان سایہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۱

[2] مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نولکشور لکھنؤ ۳/۱۸۷

[3] " " " " ۱۲۲ نولکشور لکھنؤ ۳/۲۳۷

www.alahazratnetwork.org

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ والضحٰی میں لکھتے ہیں:

سایۂ ایشاں بر زمیں نمی افتاد[1] آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔ (ت)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہٗ استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نورا (مجھے نور بنادے۔ ت) سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظرِ احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلالتِ واضحہ یہ ہے، دلیل شکلِ اوّل بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغرٰی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور ہیں، اور کبرٰی یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں، جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، آپ ہی پائے گا، مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائشِ گفتگو ہو، کبرٰی تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدۂ بصر و شہادتِ بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماورا سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے۔ اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں، اور صغرٰی یعنی حضورِ والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجتِ بیان حجت نہیں مگر تبکیتِ معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرتِ حق سبحانہٗ وتعالٰی فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا[2]

اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود قرآنِ عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا:

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْھِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا[3]

اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پ عم سورۃ الضحٰی مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی ص ۳۱۲

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۵

[3] " " ۷۱/ ۱۶

www.alahazratnetwork.org

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین[1] بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیۂ کریمہ والنجم اذا ھوٰی[2] (اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔ ت) میں امام جعفر صادق اور آیۂ کریمہ وما ادرٰک ما الطارق النجم الثاقب[3] (اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔ ت) میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذاتِ پاک سیّدِ لولاک مراد لیتے ہیں[4] صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

بخاری ومسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک دُعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:

اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وفی عصبی نورا وفی لحمی نورا وفی دمی نورا وفی شعری نورا وفی بشری نورا وعن یمینی نورا وعن شمالی نورا وامامی نورا وخلفی نورا وفوقی نورا وتحتی نورا واجعلنی نورا۔[5]

الٰہی! میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست و خون و استخوان اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کردے۔

جب وُہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انھیں ضیائے تابندہ و مہر درخشندہ و نورِ الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا، حدیث ابن عباس میں ہے کہ اُن کا نور چراغ و خورشید پر غالب آتا۔ اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ

---

[1] القرآن الکریم ۵/۱۵

[2] " ۵۳/۱

[3] " ۸۶/۲ و ۳

[4] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الفصل الرابع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۰

[5] صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۳۵

صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۱/۲۶۱

جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۲/۱۷۸

www.alahazratnetwork.org

ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑ جاتیں جیسے چراغ پیشِ مہتاب یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جاتیں جیسے ستارے حضورِ آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے:

واذا تکلم رُئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ[1]

جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا۔

وصاف کی حدیث میں وارد ہے:

یتلألؤ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر اقنی العرنین لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتأملہ اشم الجسم المتجرد[2]

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا مُبتکا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن و تابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالٰی علٰی کل عضو من جسمہ الانور الاعظم وبارک وسلم (اللہ تعالٰی آپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم انور معطر کے ہر عضو پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ ت)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

کان الشمس تجری فی وجھہ[3]

گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

اور فرماتے ہیں:

واذا ضحک یتلألؤ فی الجدر[4]

جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر باب ماروی فی فصاحۃ لسانہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۸ و ۹

الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل وان قلت اکرمک اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶

شمائل الترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ص ۳

[2] " " " " " " " " ص ۲

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل ان قلت اکرمک اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶

[4] " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں :

لو رأیت لقلت الشمس طالعة[1] — اگر تو انھیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں :

رأینا کان النور یخرج من فیه[2] — ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہانِ پاک سے۔

احادیثِ کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور پیدا ہوئے اُن کی روشنی سے بصرہ اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے۔ چند روایتوں میں ہے :

اضاء له ما بین المشرق والمغرب[3] — آپ کے لئے شرق سے غرب تک منور ہوگیا۔

اور بعض میں ہے :

امتلأت الدنیا کلها نورا[4] — تمام دُنیا نور سے بھر گئی۔

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں :

رأیت نورا ساطعا من رأسه قد بلغ السماء[5] — میں نے اُن کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

ابن عساکر نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی :

"میں سیتی تھی، سُوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نورِ رُخ کی شعاع سے سُوئی ظاہر ہوگئی۔"[6]

---

[1] المواہب اللدنیۃ عن ربیع بنت معوذ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۲۳

[2] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب علامات النبوۃ باب صفۃ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتاب بیروت ۸/ ۲۸۰

[3] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول احادیث اخری فی المولد المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۳۰

[4] الخصائص الکبری باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۴۷

[5] " " " " " " " " " " ۱/ ۴۹

[6] " " بحوالہ ابن عساکر باب الآیۃ فی وجہہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم " " " " ۱/ ۶۲ و ۶۳

www.alahazratnetwork.org

علامہ فاسی مطالع المسرات میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں،

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یضیئ البیت المظلم من نورہ[1]۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے خانۂ تاریک روشن ہوجاتا۔

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہئے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذاً باللہ، کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرضِ استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکابرہ و کج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخرکار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے مُنہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشاداتِ علماء سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔

مجرد ما و شما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ؎

چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک

(مٹی کو عالمِ پاک سے کیا نسبت۔ ت)

وہ بشر ہیں مگر عالمِ علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسمِ انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لست کھیئتکم[2] میں تم جیسا نہیں۔ و یروی لست کھیئتکم[3] میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

---

[1] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۹۳

[2] المصنف لعبدالرزاق کتاب الصیام باب الوصال حدیث ۷۷۵۲ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۶۷

صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۳

صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال " " " ۱/۳۵۱ و ۳۵۲

[3] صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال " " " ۱/۲۶۳ و ۲۶۴

www.alahazratnetwork.org

ویروی، ایکم مثلی[1] تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سُنا کہ:

حضور کا بشر ہونا نورِ رخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تُو سمجھے تو وہ نورٌ علٰی نور ہیں[2]۔

پھر صرف اِس قیاسِ فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے اُن کے بھی ہوگا، ثبوتِ سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل وادب سے کس قدر دُور پڑتا ہے ؎

الا ان محمدا بشر لا کالبشر　　بل ھو یاقوت بین الحجر[3]

(خبردار! محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کی مثل نہیں، بلکہ وُہ ایسے ہیں جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔ ت)

(صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزاتِ ثابتہ و خصائصِ صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین[4]

تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتابِ نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشرِ فضائل وتکثیرِ مدائح میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام وسحر نفیِ محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جانِ برادر! تُو نے کبھی سُنا ہے کہ تیرا محب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا،

---

[1] صحیح مسلم　کتاب الصیام　باب النہی عن الوصال　قدیمی کتب خانہ کراچی　۱/۳۵۱
صحیح البخاری　کتاب الصوم　باب الوصال　〃　〃　〃　۱/۲۶۳

[2] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذالک ماظہر من الآیات الخ　مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند　۳/۲۸۲

[3] افضل الصلوٰۃ علی سید السادات　فضائل درود　مکتبہ نبویہ، لاہور　ص ۱۵۰

[4] صحیح البخاری　کتاب الایمان　باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم　قدیمی کتب خانہ کراچی　۱/۷
صحیح مسلم　〃　باب وجوب محبۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم　〃　〃　〃　۱/۴۹

www.alahazratnetwork.org

جانِ ایمان وکانِ احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بار تنِ نازک پر اُٹھالیا۔ تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کردیا۔ تم رات دن لہو ولعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول، اور وہ شب وروز تمہاری بخشش کے لئے گریاں وملول۔

جب وہ جانِ رحمت وکانِ رأفت پیدا ہُوا بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب ھب لی امتی[1] (یا اللہ! میری اُمت کو بخش دے۔ ت) جب قبر شریف میں اتارا لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگاکر سُنا، آہستہ آہستہ اُمتی[2] (میری اُمت۔ ت) فرماتے تھے، قیامت میں بھی اُنھیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری[3] (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ ت) سُنو گے اور اس غمخوارِ اُمت کے لب پر یارب اُمتی[4] (اے رب! میری اُمت کو بخش دے۔ ت) کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا صُور پھونکنے تک قبر میں اُمتی اُمتی پکاروں گا۔ کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آوازِ جانگداز اِس معصومِ عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل ومدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، رُوح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہُوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صَرف کریں۔

وائے بے انصافی، ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح وستائش ونشرِ فضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خُوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشمِ خرد بین میں سُرمۂ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبۂ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عُقلاء سے پُوچھنا، پھر اگر ایک منصفِ ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشرِ محاسن وتکثیرِ مدائح نہ دوستی کا مقتضٰی نہ ردِّ فضائل ونفیِ کمالاتِ غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ

---

[1]

[2]

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱

[4] " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

خدا و رسول سے شرما اور اس حرکتِ بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا اور جس کی شان وہ بڑھائے اُسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضلِ الٰہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغِ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی، اور جو اب بھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ "قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام" علیہ وعلٰی اٰلہ الصلٰوۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، اِن شاء اللہ تعالٰی بیانِ شافی پائے گا اور مرشدِ کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع واضاءت بلکہ معدنِ انوار وافضل مضیئات بلکہ درحقیقت بعد جنابِ الٰہی نامِ "نور" انھیں کو زیبا، اور اُن کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہی کی جناب سے ایک علاقہ وانتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوتِ معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ پیشوایانِ دین کا دأب ان معاملات میں ہمیشہ قبول وتسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ و ابحاثِ لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا اِن شاء اللہ تعالٰی لُطفِ جانفزا پائے گا، ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ واصحٰبہ واصہارہ وانصارہ واتباعہ اجمعین الٰی یوم الدین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

رسالہ

نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شئ

ختم ہوا